جاسوسی ناولوں کے مشہور و معروف مصنف

ابن صفی سے ملاقات

تحریر: اے۔ کے۔ شاد

ابن صفی جب دوسرے درجے میں پڑھتے تھے اسوقت سے ہی انہیں مطالعہ کا بے حد شوق تھا گھر میں ہوشربا قسم کی کہانیوں کا ڈھیر تھا۔ چھٹے درجہ میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے کا شوق بھی چرایا چنانچہ "ناکام آرزو" نام کی ایک کہانی لکھی یہ ایک جذباتی کہانی تھی گو اسوقت یہ ذہنی طور پر اتنے بالغ نہیں تھے یہ کہانی ایک ماہنامہ میں شائع ہوئی اور اُسکے بعد یہ مشغلہ مستقل صورت اختیار کر گیا ـــــ نویں درجے میں پہنچنے کے بعد شاعری شروع کی ۱۹۴۸ء میں الٰہ آباد سے "نکہت" نامی رسالہ نکالا۔ جسمیں طنزیہ مضمون بھی لکھتے رہے ۱۹۵۲ء میں پہلا جاسوسی ناول "دلیر مجرم" تحریر کیا۔ جس کے کردار اُنکے اپنے تھے لیکن آئیڈیا ایک انگریزی کتاب سے مستعار لیا تھا۔ اب تک ۱۷۹ ناول لکھ چکے ہیں۔ ایک رومانی ناول "زلفیں پریشان ہو گئیں" اُسکے علاوہ ہے۔ ان ۱۷۹ ناولوں میں سے آٹھ ناول ایسے ہیں جن کے لئے انہوں نے انگریزی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ بقیہ تمام کے تمام اُنکے اپنے ذہن کی پیداوار ہیں ناولوں کے علاوہ نظمیں، غزلیں اور چھوٹی چھوٹی کہانیاں بھی لکھیں جنکا کوئی حساب نہیں ـــ فلم "دھماکہ" کے لئے اُنکی دو غزلیں حبیب ولی محمد اور رونا لیلیٰ کی آوازمیں ریکارڈ ہوئیں ہیں ـــــ"

آپ یقین کریں کہ مولوی عبدالحق مرحوم میری کتابوں کے منتظر رہتے تھے

ہمارے ملک میں جاسوسی ادب پڑھنے والوں کا خاصہ بڑا طبقہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے "ادب" کی دنیا میں جاسوسی ادب کو اب تک وہ مقام نہیں ملا جو کہ اُسے ملنا چاہئے۔ میرے خیال میں جاسوسی ادب کے تخلیق کاروں نے کبھی اس بات کی کوشش ہی نہیں کی کہ وہ اپنا جائز مقام حاصل کریں۔ شاید اپنے قارئین کی پسند اور ناپسند ہی کو انہوں نے اپنا معیار اور مقام بنالیا۔

"جاسوسی" کے ساتھ ادب لکھنے سے شاید بہت سے لوگ میری مخالفت کریں لیکن بہرحال یہ حقیقت ہے کہ یہ بھی ادب ہی کی ایک صنف ہے جس میں معاشرے کی برائیوں کو اُجاگر کیا جاتا ہے اور قانون کی بالادستی کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جاسوسی ادب لکھنے والوں پر یہ بھی الزام عائد ہوتا ہے کہ اُنکی کتابیں پڑھنے کے بعد نوجوان نسل جرائم کی جانب مائل ہوتی ہے۔

جس طرح جاسوسی ادب کو ہمارے ملک میں اب تک کوئی اہمیت حاصل نہ ہو سکی اس طرح جاسوسی فلمیں بھی ذائقہ بدلنے کی خاطر کبھی کبھار بن جاتی تھیں۔ کامیابی یا ناکامی کے بعد دوسری کوشش سالہا سال کے بعد ہی کی جاتی ہے۔ اب تک جتنی بھی جاسوسی فلمیں ہمارے ملک میں بنی ہیں۔ میرے خیال میں اُن میں سب سے زیادہ کامیابی ہمایوں مرزا کی "راز" کو حاصل ہوئی۔ اُسکا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہمارے ملک میں جاسوسی کہانیاں لکھنے والوں کی کمی ہے۔ انہی جاسوسی کہانی نویسوں میں سے آج ہم آپکی ملاقات برصغیر کے منفرد کہانی نویس "ابن صفی" سے کراتے ہیں۔

ابن صفی کی فلمی دنیا سے وابستگی کی خبر بذات خود میرے لئے کسی "دھماکہ" سے کم نہ تھی۔ کیونکہ آج سے دو ڈھائی سال پہلے جب ایک روزنامہ کے فلم ایڈیشن کے لئے میں نے ان کا انٹرویو لیا تھا تو اسوقت انہوں نے یہ کہا تھا کہ جب تک میری کہانیوں کے لئے میرے پسند کے اداکار نہ لئے جائیں میں اپنے کرداروں کا چہرا مسخ نہیں کروں گا۔ یہ صحیح ہے کہ اس دو ڈھائی سال میں ہم نے زندگی کے شعبوں میں مختلف کروٹیں لی ہیں۔ تو بھلا ابن صفی کیونکر ان حالات کی زد سے بچ سکتا تھا۔ لیکن سب سے تعجب خیز بات یہ تھی کہ اُنکی کہانی میں کام کرنے والے بعض کردار جانے پہچانے تھے اور یہی چیز مجھے جوہر مارکیٹ میں ابن صفی کے دفتر تک لے گئی۔ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ انہوں نے استقبال کیا اور ابھی یہ مسکراہٹ غائب بھی نہ ہوئی تھی کہ اُسکی آڑ لے کر اُنہوں نے دوسرے دن ملاقات کا وقت طے کیا۔

اتفاق سے دوسرے دن میں کچھ دیر سے پہنچا۔ میں نے روایتی انداز میں دیر سے آنے کی معذرت، چاہی لیکن ان کا جواب سن کر انتہائی دکھ اور شرمندگی کا احساس ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ میری طبیعت آج خراب ہے لیکن صرف میری وجہ سے یہاں آئے ہیں۔ مجھے بھی میں نے اُنکی تکلیف کو محسوس کیا فوراً ہی مطلب کی باتیں شروع کیں۔ میں نے ان سے پہلے وہی سوال کیا جو مجھے یہاں تک لانے کا باعث بنا تھا۔ انہوں نے پہلو بدلا اور بولے:ـــ

ایک دن میرے پاس دھماکہ کے فلمساز مولانا ہی صاحب تشریف لائے۔ اُنکے پاس ایک کہانی کا خاکہ تھا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ میں اُسے مکمل کروں وہ کہانی سنا رہے تھے اور میں اُنکی صورت میں اپنے ایک کردار کی جھلکیاں محسوس کر رہا تھا۔ جب وہ اپنی کہانی کا خاکہ سنا چکے تو میں نے انہیں بتلایا کہ میرا اصول ہے کہ میں دوسروں کے خاکے مکمل نہیں کرتا بلکہ اپنے ذہن میں بکھری ہوئی کڑیوں کو جمع کر کے مکمل تصویر بنانے کا عادی ہوں۔ البتہ میرے ایک کردار جیمسن کے لئے آپ انتہائی موزوں ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ اُچھل پڑے کہنے لگے جب سے میں نے وہ کردار پڑھا ہے خود کو اسمیں ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہوں ـــ میں نے اُنہیں اپنی یہ کہانی سنائی اور وہ اُسے فلمانے کے لئے تیار ہو گئے ـــــ"

لیکن آپ تو کہا کرتے تھے کہ میرے کرداروں کے لئے نئے چہرے ضروری ہیں ـــ میں نے پوچھا

" میری ہمیشہ سے یہی شرط رہی ہے اور اب بھی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ظفرالملک اور جیمسن کا کردار میں نے فلم کے لئے ہی تخلیق کئے تھے۔ ایک بار میرے پاس ایک فلمساز تشریف لائے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ فریدی، حمید اور عمران کے لئے چونکہ کوئی موزوں نہیں ہے۔ اسلئے میں

یہ وہ نقاد ہیں جو نبض گل کو خار سے چھو کر دیکھتے ہیں

نئے کردار لکھ دیتا ہوں۔ وہ راضی ہو گئے لیکن بعد میں وہ بضد ہو گئے کہ ان تینوں کرداروں میں سے کسی ایک کو لیا جائے۔ جس کے لئے میں نے انکار کر دیا۔ وہ صاحب چلے گئے بعد میں انہی کرداروں کو میں نے ناول میں متعارف کرایا ۔۔۔ اور انہیں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ فریدی، حمید اور عمران کے لئے میں نے لوگوں کی شرط صرف اسلئے عائد کرتا ہوں کہ میرے اس کرداروں کا میرے پڑھنے والوں کے ذہنوں میں ایک "امیج" ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ "امیج" متاثر ہو۔ کیونکہ پرانے فنکار ایک ساتھ کئی کئی فلموں میں کام کرتے ہیں اس طرح میرے کرداروں کا چہرا مسخ ہو گا۔ فریدی کے کردار کے لئے مجھے ابتک صرف ایک ہی شخص ملا تھا۔ جب میں نے اُس سے ملاقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لفٹیننٹ کرنل ہیں۔ اُسکے بعد آگے بات کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی ۔۔۔

"دھماکہ" کے لئے میں نے جو کہانی لکھی ہے اُسکے کردار جیمس اور ظفرالملک ہی کے ہیں۔ اس فلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسمیں اداکار رحمٰن پہلی بار بحیثیت ولین کے کام کر رہے ہیں کیونکہ انکی عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ وہ ولین کا کردار ادا کریں ۔۔۔"

اس فلم کے لئے شیکسپیئر کی ایک نظم بھی رونا لیلیٰ کی آواز میں ریکارڈ کی گئی ہے ۔۔۔

میرے خیال میں اسکے لئے اجازت کی ضرورت ہونی چاہیئے تھی اسپر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا ۔۔۔

"اس نظم کو طنزیہ استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں تک اجازت کا تعلق ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُسکے لئے کسی قسم کی اجازت کی ضرورت ہوگی ۔۔۔"

کیا یہ ضروری ہے کہ جاسوسی فلموں میں گانے ہوں؟

"یہ ضروری نہیں کہ جاسوسی فلموں میں گانے رکھے جائیں لیکن چونکہ اسوقت فلموں کے بنانے کا انداز ایسا ہے کہ گانے ضروری ہوں۔ اسلئے ہم نے صرف چار پانچ گانے ہی رکھے ہیں ۔۔۔ البتہ روایتی انداز کے رومانی گانے نہیں ہیں ۔۔۔ گانے جہاں بھی ہیں وہاں ہیرو اور ہیروئن کی محبت کے لئے نہیں بلکہ کہانی کو آگے

سنجیدہ ادب میں بھی جرائم ہوتے ہیں

بڑھانے کے لئے ہیں ۔۔۔"

اسوقت غیر ملکی جاسوسی فلموں کی بھرمار ہے ۔۔۔ اور تکنیکی لحاظ سے وہ فلمیں کافی آگے ہیں ۔۔۔ اُسکے علاوہ سیکس (SEX) کا سہارا بھی ان فلموں کو مل جاتا ہے کیا ان حالات میں ہماری کوئی جاسوسی فلم اُن کا مقابلہ کر سکے گی ۔۔۔؟

سیکس کے بغیر کتابوں میں تو کامیاب رہا ہوں اب یہی تجربہ فلم میں کر رہا ہوں کہ آیا کیا یہاں بھی سیکس کے بغیر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ میرے خیال میں اگر کہانی دلچسپ ہو تو دیکھنے والے کو جنسی مناظر سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ جنسی مناظر کا سہارا تو وہاں لیا جاتا ہے جہاں کہانی

جاسوسی ادب کا مقصد ذہنی تفریح مہیا کرنا ہے

کو دلچسپ رکھنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جنسی مناظر کی آڑ میں دراصل مصنف اپنی اس کوتاہی کی پردہ پوشی کرتا ہے ۔۔۔"

یہ کہاں تک صحیح ہے کہ جاسوسی ادب اور جاسوسی فلمیں جرائم میں اضافہ کا سبب بنی ہیں؟

میرے اس سوال پر انہوں نے اپنا انداز بدلا اور زور دیکر کہنے لگے ۔۔۔

"دنیا کا کوئی بھی ادب جرائم سے خالی نہیں۔ ہمارے ہی ادب میں ایسی کئی کتابیں موجود ہیں جو کہ انعام یافتہ ہیں لیکن ان میں جرائم کی بھرمار ہے۔ اُسکے علاوہ جہاں تک میری کتابوں کا تعلق ہے میں نے کبھی بھی جرائم کرنے کی ترکیبیں اپنی کتابوں میں نہیں لکھی ہیں۔ کسی بھی کتاب میں اگر قاری پڑھتے پڑھتے مجرم سے ہمدردی کرنے لگے تو یہ جرم ہے۔ میں اپنے قاری کو کہانی میں الجھاتے ہوئے قانون کی بالادستی تسلیم کرتا ہوں بعض حالات میں ایسے بھی مجرم ہیں جن سے پڑھنے والوں کو ہمدردیاں ہیں۔ لیکن یہ ہمدردیاں اسلئے نہیں ہیں کہ وہ مجرم ہیں بلکہ اسلئے کہ وہ میرے کرداروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً میرے پڑھنے والے یہ کبھی بھی پسند نہیں کریں گے کہ تھریسیا اور سنگ ہی گرفتار ہو جائیں۔ اگر انکی ہمدردیاں ان کرداروں سے ہیں تو وہ بھی قانون کے محافظوں ہی کی وجہ سے ہیں کیونکہ یہ کردار فریدی، حمید اور عمران کو چھوڑ دیتے ہیں ۔۔۔ جاسوسی ادب کا مقصد ذہنی تفریح مہیا کرنا ہے۔ ذہنی بے راہ روی نہیں۔

جس طرح میں نے پہلے کہا سنجیدہ ادب میں بھی جرائم ہوتے ہیں لیکن اُن کا حل نہیں پیش کیا جاتا۔ وہ کرداروں کو مایوسی کے عالم میں چھوڑ دیتے اور مایوسی جرائم کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ الزام صرف اردو میں ہی جاسوسی ادب پر لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی اور زبان میں ایسا نہیں ۔۔۔ اور شاید میرے لئے صرف اسلئے ہے کہ جاسوسی ادب ہمارے ملک میں مترجم کے ذریعہ متعارف ہوا یا ادیبوں کے توسط سے نہیں آیا۔ اور ترجمہ کرنے والے صرف مترجم تھے ادیب نہیں ۔۔۔

اسکے علاوہ شاید جو چیز عوام میں مقبول ہو جاتے اُسے یہ لوگ گھٹیا کہنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ میرا طریقہ کار یا انداز تحریر ایسا ہے کہ میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہوں دوسرے ایسا نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ ذہین ہوں۔ جاسوسی ادب پر اعتراض کرنے والے خود بھی اُسکا مطالعہ کرتے ہیں۔ میرا کہنا ہے کہ وہ اُسکا اعتراف نہیں کرتے۔ وہ چھپ کر یا تکیہ کے نیچے رکھ کر پڑھتے ہیں آپ یقین کریں کہ مولوی عبدالحق میری کتابوں کے منتظر رہتے تھے۔ میں نے اپنی کتابوں میں صرف جاسوسی ہی نہیں بلکہ سماجی مسائل بھی اٹھاتے ہیں ۔۔۔ اور اسی طرح کا ایک تجربہ میں فلم میں بھی کر رہا ہوں

فلمساز و اداکار مواد ناہیہ اور نعیمہ فلم "دھماکہ" میں

ہدایت کار قمر زیدی اداکار رحمان اور مصنف ابن صفی ــــــــ